WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سُورۂ النصر

نام : اس سورہ مبارکہ کے کئی نام ہیں۔ اسے سورۂ تودیع یعنی الوداعی سورۃ بھی کہتے ہیں کیونکہ اس میں اس امر کی طرف واضح اشارہ ہے کہ اللہ کا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فرائض نبوت کو بحسن وخوبی انجام دینے کے بعد اپنے رب کے حضور میں مراجعت فرما ہونے سے پہلے اپنے جاں نثار غلاموں کو الوداع کہہ رہا ہے۔

اسے سورت فتح بھی کہتے ہیں، لیکن اس کا مشہور ترین نام النصر ہے جو پہلی آیت سے ماخوذ ہے۔

یہ ایک رکوع اور تین آیات پر مشتمل ہے۔ اس کے کلمات کی تعداد اُنیس ہے اور حروف کی اناسی۔

زمانۂ نزول : ہجرت کے بعد جو سُورتیں نازل ہوئیں انہیں مدنی کہا جاتا ہے خواہ ان کا نزول مدینہ طیبہ میں ہُوا ہو یا اثنائے سفر مدینہ سے باہر کسی دُوسرے مقام پر۔ ہجرت کے بعد جو سُورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اُسے بھی مدنی سورتوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی، لیکن ہجرت کے بعد نازل ہُوئی اس لیے اسے مدنی ہی کہا جاتا ہے۔

علماء کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ قرآن کریم کی یہ آخری مکمل سورت ہے جو سرورِ عالمیان علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی۔

اس سورت کے نزول کے وقت کے بارے میں دو قول ہیں ایک یہ کہ یہ فتح مکہ کے وقت نازل ہُوئی۔ یہ وہ ساعتِ سعید ہے کہ چند سال پہلے جو ہستی یہاں سے ہجرت کرنے پر مجبور ہُوئی تھی اور اس کے ساتھ صرف ایک جاں نثار ابوبکر تھا، آج وہ دس ہزار کے لشکرِ جرار کو ہمراہ لیے مکہ میں داخل ہو رہی ہے۔ اہلِ مکہ نے اتنا بڑا لشکر آج تک نہیں دیکھا تھا۔ ہر قبیلہ کا اپنا اپنا رسالہ ہے۔ گھوڑوں اور اُونٹوں پر سوار ہیں۔ جسموں پر آہنی زرہیں اور سروں پر فولادی خود چمک رہے ہیں۔ جوش وخروش کا عجیب عالم ہے۔ جب یہ فوجِ ظفر موج وادیٔ بطحا سے گزرتی ہے تو زمین ان کے قدموں کے نیچے لرز جاتی ہے۔ ایک عجیب رُوح پرور منظر ہے۔ کفر کے سارے دفاعی مورچے پیوندِ خاک ہو چکے ہیں۔ مخالفت کے طوفان سہم کر رہ گئے ہیں۔ ہر شخص کو اپنے انجام کی فکر نے حواس باختہ کر دیا ہے لیکن اس لشکر کے سپہ سالار نے تاکیدی ہدایات جاری کر دی ہیں کہ خون خرابہ سے قطعاً اجتناب کیا جائے۔ کسی پر دست درازی نہ کی جائے۔ تلواریں میانوں میں، تیر ترکشوں میں، کمانیں کندھوں سے آویزاں رہیں۔ اس وقت تک کوئی تلوار بے نیام نہ ہو جب تک مکہ والوں کی طرف سے پہل نہ ہو۔ اعلان عام کر دیا گیا ہے کہ جو حرم میں پناہ لے گا، جو گھر کے کواڑ بند کر دے گا، بلکہ جو ابوسفیان کی حویلی میں داخل ہو جائے گا سب کو امان ہے۔

مکہ کا فاتح اگر کوئی بادشاہ ہوتا، کوئی ڈکٹیٹر ہوتا، کوئی فوجی جرنیل ہوتا تو آج مکہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی جاتی، قتلِ عام کا حکم دے دیا جاتا، پل بھر میں کشتوں کے پشتے لگ جاتے، خون کے دریا بہنے لگتے۔ ہر سُو آگ کے شعلے بھڑک رہے ہوتے، لیکن ان باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی تو آج نہیں ہو رہی۔ کیونکہ آج کا فاتح محمد رسول اللہ ہے۔ آج کا فاتح رحمۃ للعالمین کی خلعتِ فاخرہ پہنے ہوئے ہے۔ آج کا فاتح قیامت تک فاتح بن کر داخل ہونے والوں کے لیے اپنا اسوۂ حسنہ پیش کرنا چاہتا ہے۔ حضور اپنی ناقہ قصویٰ پر سوار ہیں۔ سر فخر سے تنا ہوا نہیں۔ گردن غرور سے اکڑی ہوئی نہیں، بلکہ سر جھکا ہوا ہے اتنا جھکا ہوا کہ پالان کے سامنے والی لکڑی کو چھو رہا ہے۔ چشم مبارک سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہے۔ ہونٹوں پر اپنے خدائے کریم کی عظمت وکبریائی کے کلمات ہیں۔ دل اپنے رؤف ورحیم پروردگار کے الطاف بے پایاں پر شکر گزار ہے۔ ہر ادا دلنواز ہے۔ ہر نگاہ رُوح پرور ہے۔ ہر قدم ناز پر اُمیدوں اور آرزوؤں کے چمن آباد ہو رہے ہیں۔ اس وقت جبریل امین یہ مُبارک سُورت لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوتے ہیں اور فتح وکامرانی کی تقریب منانے کا الٰہی منشور پیش کرتے ہیں۔

دیگر روایات کے مطابق یہ سورت حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی۔ مِنیٰ کا میدان قُدسی صفات بندوں کے پُرنور چہروں اور ضیا بار پیشانیوں کے باعث نُورٌ علیٰ نور ہے۔ تہلیل وتسبیح کی دلنواز صدائیں ہر گوشہ سے بلند ہو رہی ہیں۔ شرک وبُت پرستی کے وطن میں آج توحید کا بابرکت پرچم نصب کیا جا رہا ہے۔ سارا جزیرۂ عرب اسلام قبول کر چکا ہے۔ عناد وفساد کی آخری چنگاری بھی بجھ گئی ہے۔ انسانیت کا ہادیٔ برحق اور مُرشد کامل اپنے خالق کا محبوب بندہ اور برگزیدہ رسُول اپنی ناقہ پر سوار ہو کر اپنا تاریخ ساز خطبہ ارشاد فرما رہا ہے۔ بین الاقوامی قانون، بین الاقوامی اخلاقی ضابطوں اور فلاحِ دارین کے اصُول بیان کر رہا ہے۔ اس وقت یہ سورت نازل ہوتی ہے جس میں فتح وکامرانی کی حالت میں جن آداب کی پابندی ضروری ہے ان کی وضاحت کی جا رہی ہے۔

ہر میدان میں اسلام کی عظمت کے پرچم لہرانے کی اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ اور ہر حالت میں ہمیں ان آداب کی پابندی کی ہمت بخشے جو اس نے اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا احسن الصلوٰۃ واجمل التحیہ کے لیے مقرر فرمائے ہیں۔

آمین بجاہ طٰہٰ ویٰس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

سُوْرَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُ اٰيٰتٍ

سورہ النصر مدنی ہے اور اس کی تین آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ ﴿۱﴾ وَ رَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ

جب اللہ کی مدد آپہنچے اور فتح (نصیب ہو جائے) اور آپ دیکھ لیں لوگوں کو کہ وہ داخل ہو رہے ہیں اللہ کے دین میں فوج

ع ۳۵ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ﴿۲﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ اسْتَغْفِرْهُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾

در فوج۔ تو اس وقت اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کیجیے[1] اور اپنی امت کے لیے اس سے مغفرت طلب کیجیے[2] بیشک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے[3]

[1] پہلی آیت میں ہی بتا دیا کہ اگر تکمیلِ فرض کی سعادت حاصل ہو، کسی مہم میں کامیابی نصیب ہو تو اے بندگانِ خدا بھولے سے بھی یہ خیال نہ کرنا کہ اس کامیابی میں تمہاری قابلیت، تمہاری ہونہاری، تمہاری ہوشیاری کا بھی دخل ہے بلکہ یہ یقین رکھنا کہ یہ میرے بندہ نواز خدا کی نصرت اور تائید کی برکت ہے۔ میری یہ کامیابی اس کی امداد کی مرہونِ منت ہے۔ اگر تم اسے اپنی قابلیت کا نتیجہ خیال کرو گے تو تمہارے دل میں غرور پیدا ہو جائے گا اور مغرور فاتحین سے ایسی ایسی ناروا حرکتیں سرزد ہوتی ہیں کہ ان کی کامیابی، شکست سے بھی زیادہ ان کے لیے رسوا کن بن جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے رسول اور پیارے بندے محمد مصطفےٰ علیہ اطیب التحیۃ والثناء کو فرما رہا ہے کہ جب میری مددِ نصرت پناہی کے لیے پہنچ جائے اور میری مہربانی سے فتح نصیب ہو جائے اور جو لوگ اب تک شمعِ اسلام کو بجھانے کے لیے طوفان بن کر اٹھتے رہے وہ اس پر پروانوں کی طرح نثار ہونے لگیں اور فوج در فوج اس دین کو قبول کرنے لگیں تو آپ کا فرض یہ ہے کہ آپ اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کریں۔

فتح مکہ کے بعد نو، دس ہجری میں جزیرہ عرب میں دور و نزدیک جتنے قبائل آباد تھے وہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہونے لگے اور حضور کے دستِ حق پرست پر اسلام قبول کرنے لگے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کثرت سے لوگوں کے اسلام قبول کرنے پر اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح کثرت سے فرمایا کرتے۔

خود سوچیے جس قوم کو دشمن پر مکمل فتح بھی مدہوش اور بدمست نہ کر سکے وہ کتنی عالی ظرف قوم ہے اس کا وجود انسانیت کے لیے منبعِ خیر و سعادت ہے۔ جب تک اس کا آفتابِ اقبال چمکتا رہے گا ظلم و استبداد کی تاریکیاں انسانیت کے نزدیک آنے

کی جرأت نہ کر سکیں گی۔

۲؎ اس جملے سے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب رسول کو استغفار کا حکم دے رہا ہے تاکہ قیامت تک آنے والے غلاموں کے لیے استغفار ان کے نبی کی سنت بن جائے اور کوئی شخص طلب مغفرت میں تذبذب محسوس نہ کرے۔ علمائے تفسیر نے اس کا یہ مطلب بھی بیان کیا ہے کہ اپنی امت کے گناہوں کے لیے اپنے رب سے بخشش کی التجا کیجیے۔ آپ کے ہاتھ استغفار کے لیے جب اٹھیں گے تو وہ خالی واپس نہیں کیے جائیں گے۔ چنانچہ علامہ ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں۔ او المعنی استغفر لامّتك. (تفسیر مظہری) یعنی اے حبیب! آپ اپنی امت کے لیے مغفرت طلب کیجیے۔ یہی الفاظ علامہ قرطبی نے بھی تحریر کیے ہیں۔ وقیل استغفر لامّتك. (قرطبی)

اس مفہوم کو حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مخصوص انداز میں یوں لکھا ہے:

"چوں عارف بمرتبۂ تکمیل رسید واز ہر گونہ مردم تابع او شدند و استعدادات آں ہا در نقصان و کمال تفاوت فاحش دارد لاجرم او را می باید کہ برائے تکمیلِ ناقصاں طلب آمرزش نماید تا آں ہمہ نقصاناتِ اصلیہ استعداد باتباع او روزِ محشر منجبر بکمال استقلالی او گردد"

ترجمہ: جب عارف ایسے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے جہاں وہ دوسروں کو باکمال بنا سکتا ہے تو اس کے مریدوں میں ہر قسم کے لوگ شامل ہو جاتے ہیں جن کی صلاحیتوں اور استعدادوں میں بہت تفاوت ہوتا ہے۔ کوئی بالکل ناقص اور کوئی کامل مکمل اس وقت عارف کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے تاکہ اس کے ناقص مرید بھی مرتبۂ کمال پر فائز ہو جائیں اور عارف کی اس دعائے مغفرت کے باعث جبلی استعداد میں جو خامی تھی وہ پوری ہو جائے۔

۳؎ اس کا ایک معنی تو یہ ہے کہ وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے جب کوئی رُوسیاہ اور بدکار اس کے درِ کرم پر پہنچ جاتا ہے تو اس کی رحمت اس کا استقبال کرتی ہے اور اس کے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔ دوسرا معنی شاہ صاحب موصوف نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"ہر آئینہ او تعالیٰ بفیض رجوع می کند در حق ناقصاں۔ و تکمیل رحمت می فرماید پس از وے بعید نیست کہ اتباع ترا بطفیل تو کامل سازد" یعنی اللہ تعالیٰ اپنی نگاہِ فیض سے ناقصوں کی طرف توجہ فرماتا ہے اور ان کے نقص کو کمال سے بدل دیتا ہے۔ اے اللہ کے رسول! اس کی رحمت سے ذرا بعید نہیں کہ وہ آپ کے طفیل آپ کے ناقص امتیوں کو مرتبۂ کمال پر فائز فرمائے۔

اللّٰھم تب علینا انك انت التواب الرحیم بجاہ حبیبك محمد الرؤف الرحیم علیہ و علی آلہ و اصحابہ افضل الصلوٰۃ واجمل التسلیم۔